

مولانا حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی

رفیق اعزازی الحق

کاتصور نبوت

گذشتہ سے پیوستہ



نبی اور بشریت

نبی ان تمام صفات کے ساتھ ساتھ کوئی مافوق البشرستی نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی ایک بشر ہی ہوتا ہے۔ وہ عام انسانوں کی طرح پیدا ہوتا ہے۔ اس پر بچپن آتا ہے۔ جوانی آتی ہے۔ اور بڑھاپے کی منازل سے بھی اس کو گزرنا پڑتا ہے۔ وہ کھاتا بھی ہے، پیتا بھی ہے۔ شادی بھی کرتا ہے، اس کے ہاں اولاد بھی ہوتی ہے۔ مختلف اوقات میں رنج و غم سے بھی اس کو دوچار ہوتا پڑتا ہے۔ خوشی اور مسرت کے لمحات بھی اس پر آتے ہیں۔ کبھی میدان کارزار میں اس کو لکھا جاتا ہے۔ تو کبھی غریبوں، یراؤں اور یتیموں کی غم خواری میں اس کی حالت غیر ہو جاتی ہے۔ کبھی وہ عام انسانوں کی طرح اپنی بیویوں کے ساتھ گھر میں ہوتا ہے۔ گھر کے کام کاج بھی کرتا ہے۔ دودھ بھی دھو لیتا ہے۔ بھانڈ بھی دے لیتا ہے۔ آٹا بھی گوندھ لیتا ہے۔ اور کبھی کبھی جوتا بھی گانٹھ لیتا ہے۔ اور کبھی اپنے دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ مسجد کی تعمیر اور خندق کی کھدائی میں برابر کا کام کرتا ہے۔ بلکہ کام کرتے کرتے بھوک کی وجہ سے اگر ساتھیوں کے پیٹ پر ایک پتھر بندھا ہوتا ہے تو اس کے پیٹ پر دو۔ ذکر اللہ اور عبادت الہی میں مصروف ہوتا ہے۔ تو اس قدر استغراق اور توجہ الی اللہ اسے حاصل ہوتی ہے کہ پوری انسانیت میں کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ نماز پڑھنے پر آتا ہے۔ تو قیام، رکوع اور سجود اس قدر لمبے کرتا ہے کہ اس کے پاؤں بھی متورم ہو جاتے ہیں۔ روزہ رکھنے پر آتا ہے، تو دو سال کے روزے رکھنے شروع کر دیتا ہے، لیکن کسی مقام پر بھی نہ اس کو کبھی یہ خیال آتا ہے کہ میں کوئی فوق البشرستی اور نہ ہی وہ کسی کیسے خیال آنے دیتا ہے۔ وہ بار بار اپنی بشریت کا اظہار کرتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ میں اس عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت اہل اہل کر کھا کرتی تھی۔

سہ رواہ ابن جوزی عن ابن مسعودؓ

کبھی کہتا ہے کہ میری تعظیم میں غلو نہ کرو جس طرح کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کی شان میں غلو سے کام لیا ہے۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ کبھی کہتا ہے کہ مجھے یونس بن مرقیہ پر فضیلت نہ دو۔ کبھی کبھی قرآن کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے کہ :

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ

اے رسول کہہ دو کہ بیشک میں تمہاری طرح

ایک بشر ہوں کہ وحی ہوتی ہے مجھ کو۔

قُلْ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلُكُمْ

نہیں ہوں میں مگر ایک بشر جو رسول بھی ہے۔

کبھی نماز میں بھول جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ دیکھو۔ اُنسی کما تنسوت میں تمہاری طرح بھول بھی جاتا ہوں۔ مجھے اونگھ اور نیند بھی آتی ہے۔ وہ صرف میرا رب ہے۔ جو نہ بھولتا ہے۔ اور نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، وہ نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے۔ وہ "حمد" ہے، سب اُس کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ سب اس کے دروازے پر اپنی اپنی حاجتیں لئے کھڑے ہیں۔ اور وہ سب کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے۔

پھر کبھی میدان میں زخم کھاتا ہے۔ کبھی دانت شہید کر داتا ہے۔ کبھی دشمن اُس کو بڑے بڑے لوہے کے آدوں سے چیرتے ہیں۔ اور وہ اللہ کا نام لیتے لیتے چر جاتا ہے۔ اور بتاتا ہے، کہ دیکھو میں چرا بھی جاسکتا ہوں۔ غرضیکہ اپنے ہر عمل، اپنے ہر قول اور اپنی ہر نشت و برخاست سے وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں تم ہی جیسا ایک بشر ہوں، صرف اللہ کی وحی میری طرف ہوتی ہے۔ میں اس کا پیغام بر ہوں۔ اس کی باتیں سنتا ہوں، پہلے خود اُس کے مطابق عمل کرتا ہوں۔ پھر تم کو وہ باتیں بتاتا ہوں۔ اور اپنے عمل کے عکس اور طاقت سے پھر ان باتوں پر تم سے بھی عمل کر داتا ہوں۔ مجھے حق تعالیٰ کی خدائی میں قہر برابر بھی شرکت نہیں۔ میرا کام صرف بغیر کسی رد و بدل کے حق تعالیٰ کے احکام کو پہنچا دینا ہے۔ مجھے یہ حق نہیں ہے کہ میں اُس پیغام میں اپنی طرف سے کچھ تبدیلی کر سکوں جس طرح تم اللہ کے احکام پر عمل کرنے کے لئے مامور ہو۔ اسی طرح میں بھی مامور ہوں۔ بلکہ میرے لئے ان احکام پر پہلے عمل کرنا ضروری ہے۔ تاکہ میں اپنے اسوہ حسنہ سے تمہیں یہ بتا سکوں کہ اللہ تعالیٰ کے احکام ایسے نہیں ہیں جن پر عمل کرنا ممکن نہ ہو۔

اگر غور و فکر کیا جائے تو نبی کا سب سے بڑا کمال ہی اُس کا انسان اور بشر ہونا ہے، کیونکہ وہ انسانوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اصلاح کے لئے صرف علم ہی کافی نہیں بلکہ احساس کی بھی

مزدت ہے۔ جو بھوکا نہیں رہ سکتا وہ ایک بھوکے کی بھوک کا احساس کیسے کر سکتا ہے۔ جو غم نہ کھا سکتا ہو وہ ایک غم زدہ کی تسلی خاطر بھی نہیں کر سکتا۔ جو ہل و عیال کے جھیلوں سے آزاد ہو وہ ایک متاہل آدمی کی مزدت کا احساس نہیں کر سکتا ہے۔ جو انسانی فطرت کی کمزوریوں سے آشنا نہ ہو وہ ان کمزوریوں پر چشم پوشی بھی نہیں کر سکتا۔ اسی لئے اللہ کے احکام پر عمل کرنے کے لئے قوم کے سامنے اس عمل کا جو نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔ وہ اس کے پیغمبر کی زندگی ہوتی ہے۔ اور قوم سے کہا جاتا ہے کہ دیکھو یہ احکام جو تمہیں دئے جا رہے ہیں یہ کوئی ایسے احکام نہیں ہیں جن پر ایک انسان عمل نہ کر سکے۔ انسانی کمزوریوں کو مد نظر رکھ کر ہم نے یہ احکام تم پر نازل کئے ہیں۔ اور ان پر عمل کرنے کا طریقہ بھی ہم تمہیں بتا دیتے ہیں۔ تاکہ تمہیں عمل کی دنیا میں مشکل نہ ہو۔ یہ ہماری شفقت ہے۔ اور ہماری رحمت کا تقاضا ہے۔ اور وہ طریقہ ہے تمہارے نبی اور رسول کا طریقہ۔ وہی تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے جس طریقہ سے وہ عمل کرتا ہے۔ تم بھی اسی طریقہ سے عمل کرو۔ اس سے ایک تو عمل تمہارے لئے آسان ہو جائے گا۔ اور دوسرے وہ طریقہ چونکہ ہمارا بتایا ہوا ہے۔ لہذا اس سے عمل کا مقصود یعنی ہماری رضا جلدی حاصل ہوگی۔

یہی نہیں بلکہ رسولوں اور انبیاء کا انسان اور بشر ہونا ایک مستقل انعام قرار دیا جاتا ہے۔ اور بطور اقتان اور احسان کے امت کے سامنے اس کو پیش کیا جاتا ہے۔ جیسے فرمایا :
لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ
يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ، وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَعَفَى ضَلَالِينَ

یہاں جس طرح رسول کی بعثت کو اور وہ بھی سر زمین عرب میں بطور احسان کے بیان کیا ہے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر اس کے انسان اور بشر ہونے کو اقتان اور احسان کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ مختلف مواقع پر مختلف آیات میں مختلف طریقوں سے یہ بتایا کہ جو سلسلہ نبوت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا، اس سلسلے کا کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہ تھا جو انسان اور بشر نہ ہو۔ اس لئے کہ وہ انسانوں کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اگر وہ خود انسان نہ ہوتے تو یہ نسل انسانی پر ایک بدنام داغ ہوتا کہ اشرف المخلوقات کی اصلاح کرنے والا خود اس نوع میں سے نہیں ہے۔ بلکہ

اس کا تعلق کسی اور نوع سے ہے۔ پھر وہ نوع انسانی کے لئے نمونہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ نمونہ کے لئے اسی نوع میں سے ہونا ضروری ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی بشریت کا مسئلہ صرف حدیثی مسئلہ نہیں، بلکہ قرآنی مسئلہ ہے کیونکہ قرآن پاک ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد جگہ مختلف انداز میں اس کا تذکرہ کرتا ہے۔ اس سے اگر اور تجاویز کیا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مسئلہ ایک مشاہدہ کا بھی مسئلہ ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی پیدائش سے لیکر ان کے مدفون ہونے تک قریباً قریب بشریت کے تمام ادوار میں سے انہیں گزرنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ احادیث و سیر کی کتابوں میں بالتفصیل مذکور ہے۔ تو گویا جو آدمی انبیاء کی بشریت کا انکار کرتا ہے۔

وہ نہ صرف قرآن و حدیث کا منکر ہے۔ بلکہ اپنے مشاہدہ کا بھی انکار کرتا ہے۔ لیکن ہوا و خواہشات کے پردوں میں مستور لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جب تمام مخلوقات میں بشر ہی افضل و اشرف مخلوق ہے۔ تو پھر انبیاء کی بشریت کا انکار کر کے ان کو کس مخلوق میں شامل کیا جائے گا۔ افسوس ہے کہ بعض نا سمجھ اور مقام نبوت سے نا آشنا لوگ انبیاء علیہم السلام کو افضل ترین نوع سے نکال کر کسی نامعلوم نوع میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس پر پھر ”حب رسول“ کا دعویٰ ہے۔ بسوخت عقل ز میریت این چہ بود العجبی است

اہل عرب بھی آجکل کے بعض نا سمجھ لوگوں کی طرح یہی سمجھتے تھے کہ انسان کی راہنمائی کے لئے انسان نہیں بلکہ انسان سے کوئی اونچی مخلوق ہونی چاہئے اور وہ مخلوق فرشتوں کی مخلوق ہے۔ لیکن قرآن حکیم نے بار بار اس خیال باطل کی تردید کی۔ اور صاف الفاظ میں کہا۔ اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے تو پھر فرشتوں کو ان کے پاس نبی اور رسول بنا کر بھیجا جاتا۔ لیکن چونکہ زمین پر بسنے والے فرشتے نہیں بلکہ انسان ہیں۔ لہذا ایک انسان ہی ان کا نبی اور رسول ہو سکتا ہے۔ اگر انسانوں میں فرشتہ بھی آتا تو وہ بھی انسانی پیکر ہی میں آتا تو ایسی حالت میں تم اس فرشتہ کو فرشتہ کب مانتے۔

منوع ہے آگے۔ حق کیا ہے؟ اور کیا انہیں عوامی سطح پر اپنے ان خیالات کے اظہار کا حق ہے جن سے پاکستان کے سوا و اعظم اور عالم اسلام کے مسلمانوں کی دل آزاری ہو اور ملک میں افتراق و انتشار کی فضا پیدا ہونے کا امکان ہو؟ جس طرح اس ملک میں ان ذاتی نظریات کے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی جن سے ملک کے استحکام اور بقا کو خطرہ ہو، اسی طرح ان ذاتی نظریات کو پیش کرنے کی اجازت بھی نہیں دی جاسکتی جن سے اسلام اور مسلمانوں کے جذبات مجروح ہو سکتے ہوں۔